بمناسبت ِ ماہِ ربیع الاول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت حکم و قاضی

نور احمد شاہتاز

فَلا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O

(النساء:۶۵)

پس اے نبی ﷺ! آپ کے رب کی قسم، یہ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ فرمادیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ سر تسلیم خم کرلیں۔

مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے باہمی نزاعات نیز ریاست میں وقوع پذیر ہونے والے جرائم کے سلسلے میں ایک مربوط نظامِ عدل یا نظامِ قضاء کی اشد ضرورت تھی، چنانچہ ابتداء میں سرکار دو عالم ﷺ نے خود منصبِ قضاء سنبھالا اور اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کی زبردست تائید و نصرت فرمائی۔ متذکرہ بالا آیتِ طیبہؔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اسلام سے قبل یا زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ تنازعات کا فیصلہ طے کرنے کے لئے فریقین کسی کو اپنا حکم (ثالث) بنالیتے اور اس کے فیصلے کا انتظار کرتے۔ پھر اگر حکم کا فیصلہ فریقین میں سے کسی کے لئے قابل قبول نہ ہوتا تو وہ کسی اور کو حکم بناتا، اگر اُس کا فیصلہ بھی منظور نہ ہوتا تو کسی تیسرے شخص کو حکم بنایا جاتا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا۔ تاآنکہ فریقین کسی ایسے حکم کی تلاش و جستجو میں رہتے جس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابلِ قبول ہو۔ یوں یہ طریقہ کار عہدِ رسالت تک جاری تھا۔(۱)

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

العجلانی کہتے ہیں:

شروع شروع میں لوگ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ پنچایت کے طریقہ سے کرتے تھے، جو انہوں نے زمانہ جاہلیت ہی سے سیکھ رکھا تھا اور پنچ کا فیصلہ ماننے یا رد کرنے میں وہ آزاد تھے، یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اپنا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، لیکن آپ ﷺ کے فیصلے سے راضی نہ ہوا۔ چنانچہ یہ آیتِ طیبہ نازل ہوئی:

﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُوْنَ ...... الخ﴾

بعض تاریخی روایات بھی اس امر کی مصدق ہیں۔ ثعلبی نے ابنِ عباس سے، ابنِ ابی حاتم نے ابو الاسود سے مرسلاً، نیز بغوی نے کلبی کا قول بواسطہ ابو صالح ابنِ عباس نقل کیا ہے کہ ایک یہودی سے ایک منافق (بشر) کا کچھ جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے فیصلہ کرانے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت دی اور منافق نے سردارِ یہود کعب بن اشرف سے فیصلہ کرانے کے لئے یہودی سے خواہش ظاہر کی۔ یہودی نے کعب بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ مجبوراً منافق کو بھی نبی اکرم ﷺ کی طرف آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ جب دونوں (فریقین) اٹھ کر باہر چلے تو منافق یہودی کو چمٹ گیا اور کہا کہ فیصلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلو۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے بیان کیا کہ ہم دونوں اپنا معاملہ لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے تھے اور آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ دیا، لیکن یہ اس فیصلے پر راضی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا کہ کیا ایسا ہی ہے؟ منافق نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو، میں ابھی (اندر جا کر واپس) آتا ہوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لئے ہوئے برآمد ہوئے، پھر فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہوں۔ (۲)

نبی اکرم ﷺ کے منصبِ قضاء سنبھالنے اور تائیدِ الٰہی آ جانے کے بعد زمانۂ

جاہلیت کا وہ رواج ختم ہو گیا کہ ایک قاضی یا حکم کا فیصلہ منظور نہ ہو تو دوسرے اور تیسرے کے پاس جا کر مقدمہ پیش کیا جائے اور جب تک من مرضی کا فیصلہ نہ ہو حکم بنانے اور حکم نہ ماننے کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی ریاست کے باشندوں پر لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اپنے تنازعات کا فیصلہ بارگاہِ نبوی ﷺ سے کرائیں اور پھر جو فیصلہ اس عدالتِ عظمیٰ سے صادر ہو اُس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں۔

نبی اکرم ﷺ نے بامر الٰہی نظامِ حدود و تعزیرات کو جاری فرمایا اور اپنی زندگی میں حدود و تعزیرات کے متعلق کئی فیصلے صادر فرمائے۔ ان تمام فیصلوں کی مکمل تفصیلات اس مضمون میں نہیں سما سکتیں، لہٰذا سر دست ہم صرف چند ایسے فیصلوں کا ذکر کریں گے جن کا تعلق جرائم کی حدود سے ہے۔ اور دیگر مقامات کے فیصلوں کا ذکر انشاء اللہ آئندہ کسی مضمون میں ہو گا۔

مقدماتِ زنا

﴿۱﴾ موطا امام مالک میں زانی محصن کو عہدِ رسالت میں رجم کرنے کے سلسلے میں ایک روایت اس طرح ہے:

> حضرت سعید بن میبّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلم قبیلے کا ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تو نے اس کا ذکر میرے علاوہ کسی اور سے بھی کیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ اور اس واقعہ کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ مگر اُس شخص کو اس کے دل نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کچھ کہا جس کا ذکر وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کر چکا تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مشورہ دیا، لیکن وہ شخص پھر بھی مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے تین بار رخ انور پھیر لیا، لیکن وہ وہی بات دہراتا رہا، تاآنکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس کے گھر بھیجا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کہیں کسی مرض یا جنون میں مبتلا تو نہیں۔ گھر والوں نے کہا کہ وہ تو بالکل صحت مند ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تو شادی شدہ ہے یا کنوارا؟ اس نے کہا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔(۴)

﴿۲﴾ صحیح بخاری میں زانی محصن کو رجم کی سزا دیئے جانے کا ایک اور واقعہ یوں مذکور ہے:-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلم قبیلے کا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اعترافِ زنا کر لیا تو آپ ﷺ نے پوچھا (اَبِکَ جنون؟) (کیا تجھے جنون کا مرض لاحق ہے؟) اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر سوال کیا کیا "تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ جب یہ تمام مراحل طے ہو چکے تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب اس پر پتھروں کی بارش ہوئی تو وہ بھاگ کھڑا ہوا، مگر اس پر مسلسل پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اس کے حق میں کلمۂ خیر کہا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ابن جریج اور یونس نے جو روایت امام زہری سے کی ہے اس میں نمازِ جنازہ کا ذکر نہیں کیا۔(۵)

جبکہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ:

اس واقعہ سے دو تین دن بعد لوگ ایک جگہ جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماعز بن مالک کے لئے بخشش کی دعا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ

ماعز بن مالک کی مغفرت فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کر دیا جائے تو یہ اس کے لئے کافی ہو گی۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اِس وقت وہ جنت کی نہروں میں غوطہ زن ہے۔(۶)

﴿۳﴾ موطا امام مالک میں ایک زانیہ کو حد لگائے جانے کا واقعہ اس طرح مذکور ہے:

یعقوب بن زین بن طلحہ کی روایت ہے کہ ان کے والد زید بن طلحہ نے عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ وہ زنا سے حاملہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بچے کی ولادت کے بعد آنا، چنانچہ وضع حمل کے بعد وہ پھر آئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ، اسے دودھ پلاؤ اور مدتِ رضاعت پوری ہونے کے بعد آنا۔ تیسری بار وہ آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ کسی کی کفالت میں دینا ضروری ہے۔ جب وہ بچے کو کسی کے سپرد کر کے آئی تو آپ ﷺ نے اسے رجم کا حکم دیا اور اسے رجم کیا گیا۔(۷)

صحیح مسلم کی روایت میں مندرجہ ذیل کلمات کا اضافہ ہے:

یعنی نبی اکرم ﷺ کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔ اس کے بعد اسے رجم کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ایک زانیہ کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کی بخشش کے لئے کافی ہو۔ اس سے بہتر توبہ کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو خدائے بزرگ و برتر کے حوالے کر دیا۔(۸)

یہ روایت متعدد طریق سے مرسلاً مروی ہے، محدثین کرام کے ہاں بھی مشہور ہے۔ ابوداؤد میں عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ یہ عورت جہینہ قبیلے سے تھی۔ صحیح مسلم کے مطابق یہ غامدیہ قبیلے سے تھی جو جہینہ قبیلے کی ایک شاخ کا نام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ خود بھی اس عورت کے رجم کئے جانے کے وقت حاضر تھے، آپ ﷺ نے چنے کے دانے کے برابر ایک کنکر اس پر پھینکا، پھر فرمایا:

اِرْمُوْا وَ اِیَّاکُمْ وَجْھَھَا۔

اسے پتھر مارو، لیکن چہرے کو بچا کر۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے۔(۹)

سنن ابی داؤد میں زکریا بن سلیم کی سند کے ساتھ روایت ہے، جس میں یہ زائد عبارت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اسے چنے کے دانے کے برابر کنکری ماری اور فرمایا:

اسے پتھر مارو، لیکن چہرے سے احتراز کرنا۔ پھر جب اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا تو اسے نکال کر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱۰)

﴿۴﴾ موطا امام مالک میں ایک یہودی جوڑے کو رجم کرنے کا واقعہ اس طرح ہے:

نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ چند یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے او عرض کیا کہ ان کے ہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تورات میں زنا کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ذلیل و رسوا کرتے اور کوڑے لگاتے ہیں۔ اُس وقت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا: تم جھوٹ بول رہے ہو، تورات میں تو زنا کی سزا رجم ہے۔

یہودی تورات لائے اور متعلقہ حصہ پڑھنا شروع کیا، لیکن ایک شخص نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم

موجود تھی۔ اس کے بعد انہوں نے تسلیم کیا کہ زانی کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ اس یہودی جوڑے کو آپ ﷺ کے حکم سے رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ مرد اس عورت پر جھک کر اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کرتا تھا۔ امام مالک کا قول ہے: یَجْنِیُ عَلَیْهَا یعنی مرد عورت پر جھکتا تھا تاکہ وہ پتھروں سے محفوظ رہے۔(۱۱)

سنن ابو داؤد میں بھی یہ روایت قدرے اختلاف کے ساتھ یوں بیان ہوئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ:

چند یہودی ایک زانی مرد اور عورت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے دو سب سے بڑے عالم میرے پاس لاؤ"۔ چنانچہ وہ صوریا کے دو بیٹے حضور ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں زنا کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ تورات میں یہ حکم ہے کہ اگر چار آدمی زنا کے وقوع پذیر ہونے کی شہادت اس طرح دیں کہ ہم نے مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے تو دونوں کو رجم کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ پھر تم انہیں رجم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا اقتدار ختم ہو گیا اور ہم قتل کو ناپسند کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کئے۔ چار گواہ آئے اور انہوں نے گواہی دی تو حضور ﷺ نے رجم کا حکم دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ مجاہد غیر مقبول الحدیث ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے اس جوڑے کو یہود کی شہادت کے بغیر رجم کیا تھا، یا تو وحی کی بناء پر، یا دو مسلمانوں کی گواہی کی بنا پر یا ان دونوں ملزموں کے اقرارِ جرم کی بناء پر۔(۱۲)

﴿۵﴾ موطا امام مالک میں ایک زانی و زانیہ کو حد لگائے جانے کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد الجھنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنا جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ایک نے کہا: اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرے نے، جو زیادہ سمجھ دار تھا، کہا: ہاں، یا رسول اللہ! کتاب اللہ کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ فرمایئے اور مجھے اصل واقعہ پیش کرنے کی اجازت دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ بات کرو۔ اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں ملازم تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ میرے بیٹے کو رجم کیا جائے گا۔ میں نے بطورِ فدیہ سو بکریاں اور ایک لونڈی پیش کی۔ لیکن میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کو ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ملے گی اور عورت کو رجم کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم، میں تمہارے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ سنو! تیری لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کی جائیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس اسلمی رضی اللہ عنہ کو دوسرے شخص کی بیوی کے پاس بھیجا کہ اگر وہ اعترافِ جرم کرلے تو اسے رجم کیا جائے۔ چنانچہ اس کے اعتراف پر اسے رجم کیا گیا۔ (۱۳)

﴿۶﴾ موطا امام مالک ہی میں ایک روایت ایک زانی کو کوڑوں کی سزا دیئے جانے کے بارے میں اس طرح ہے:

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دُور میں ایک شخص نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے کوڑا منگوایا۔ چنانچہ ایک ٹوٹا ہوا کوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مضبوط لاؤ۔ اُس وقت

ایک بالکل نیا کوڑا لایا گیا جس کی اطراف ابھی تک گھسی نہیں تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس سے کم تر درجہ کا کوڑا لے کر آؤ۔ پھر ایک کوڑا لایا گیا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ نرم تھا۔ تب اس شخص کو آپ ﷺ کے حکم سے کوڑے لگائے گئے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی حدود سے باز رہو۔ اگر کوئی شخص اس گندگی میں ملوث ہو جائے تو وہ اپنی اس برائی کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی، اور جو شخص اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردے گا اسے اللہ کی کتاب کے مطابق سزا دی جائے گی۔ (۱۴)

﴿۷﴾ سنن بیقہی اور دار قطنی کی ایک روایت زانی کو کوڑے لگائے جانے کے بارے میں اس طرح ہے:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہو گئی۔ اس سے پوچھا گیا کہ کس نے تمہیں حاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ ایک معذور شخص نے۔ اس معذور شخص سے پوچھا گیا تو اس نے اعترافِ جرم کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو اتنا کمزور ہے کہ کوڑوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے کھجور کے ایسے گچھے سے مارنے کا حکم دیا جس میں تقریباً سو شاخیں ہوں۔ (۱۵)

مقدمات قذف

سنن نسائی میں حد قذف کئے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ روایت حسب ذیل ہے:

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری برأت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ ﷺ نے متعلقہ آیات کی تلاوت کی۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور دو مردوں اور ایک عورت کو قذف کی سزا کا حکم دیا۔ چنانچہ ان پر حد لگائی گئی۔ (۱۶)

مقدمات سرقہ ﴿چوری﴾

﴿۱﴾ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص پر حدِ سرقہ جاری کی گئی وہ خیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف ہے، اور عورتوں میں جس پر حد جاری ہوئی وہ بنو مخزوم کی ایک عورت مرۃ بنت سفیان بن عبد الاسد ہے۔

قرطبی کہتے ہیں کہ اسلام میں مردوں میں سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ خیار ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اور عورتوں میں سے سب سے پہلے جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ مرۃ بنت سفیان بن عبدالاسد تھیں، جن کا تعلق بنی مخزوم سے تھا۔(۱۷)

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری کی سزا میں، جس کی قیمت تین درہم تھی، ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔(۱۸)

﴿۲﴾ موطا امام مالک میں نفاذِ حد سرقہ کے سلسلے میں ایک نظیر اس طرح ملتی ہے:

عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے اس ارشاد کا علم ہوا کہ "جس نے ہجرت نہ کی وہ ہلاک ہوا" تو وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ کر مسجد میں سو گئے۔ اسی اثناء میں ایک چور مسجد میں داخل ہوا اور اس نے چادر اپنے قبضہ میں لے لی۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضو اکرم ﷺ نے پورا واقعہ سننے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرا ہر گز یہ ارادہ نہ تھا، میں اسے معاف کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس آنے سے قبل تم نے اسے کیوں معاف نہ کر دیا؟"(۱۹)

﴿۳﴾ بخاری و مسلم میں حدِ سرقہ کے سلسلے میں ایک روایت حسبِ ذیل ہے:

بنو مخزوم کی ایک خاتون کے معاملے نے سنگینی اختیار کرلی جس نے چوری کا ارتکاب کیا تھا۔ اس پر قریش پریشان ہوئے اور باہم مشورہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ حضور ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی اور وہی اس طرح کی بات کرنے کی جرأت کرسکتے تھے۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بات کی۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تو حدودِ الٰہیہ کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ یہ سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ عشاء کے وقت نبی اکرم ﷺ منبر پر چڑھے اور خطبہ ارشاد فرمایا! آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی اور فرمایا:

اما بعد! تم سے پہلے بہت سے لوگ محض اس وجہ سے ہلاک ہوچکے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی بااثر آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا، لیکن جب یہی جرم کمزوروں سے سرزد ہوتا تو ان پر حد قائم کی جاتی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس مخزومی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ (۲۰)

﴿۴﴾ مصنف عبدالرزاق میں ایک غلام کو حد سرقہ لگائے جانے کا بیان اس طرح آیا ہے:

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک غلام لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ وہ چار مرتبہ لایا گیا اور آپ ﷺ نے ہر بار اسے چھوڑ دیا۔ جب اسے پانچویں بار اس جرم میں پیش کیا گیا تو اس کا ایک

ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ چھٹی بار پھر اس نے چوری کی تو اس کا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ ساتویں بار اس جرم کی پاداش میں اس کا دوسرا ہاتھ اور آٹھویں بار اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔(۲۱)

﴿۵﴾ عادی چور کو سزا دیئے جانے کے بارے میں ایک روایت اس طرح آئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے صرف چوری کی ہے، تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک اور چوری کے جرم میں آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ اس نے صرف چوری کی ہے، آپ ﷺ نے قطع ید کا حکم دیا۔ چنانچہ عادی چور ہونے کی بناء پر (مختلف اوقات میں) اس کے چاروں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اس کے بعد اسی شخص نے اپنے منہ کے ذریعہ چوری کی اور پکڑا گیا۔ اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے قتل کا حکم دیا۔(۲۲)

﴿۶﴾ دار قطنی میں ایک روایت بچے چرانے (اغوا کرنے) والے شخص پر حد جاری کرنے کے بارے میں یوں مذکور ہے:

مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا تو اس کے پاس ایک شخص لایا گیا جو بچوں کو اغوا کر کے انہیں کسی دور دراز علاقہ میں فروخت کرتا تھا۔ مروان نے ممتاز فقہاء اور علماء مدینہ سے مشورہ کیا تو حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جو بچے اغوا کر کے کسی دور دراز مقام پر لے جا کر فروخت کیا کرتا تھا، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹا تھا۔ چنانچہ مروان نے

بھی رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کی روشنی میں اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا۔(۲۳)

مقدمات حرابہ ﴿ڈکیتی﴾

حضرت انس بن مالک ؓ کی بیان کردہ روایت سے عہدِ رسالت میں نفاذِ حرابہ کا پتہ چلتا ہے۔روایت کے الفاظ صحیح مسلم میں یوں ہیں:

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کے باڑے میں جا رہو اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔انہوں نے اسی طرح کیا اور تندرست ہوگئے۔پھر انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں پر حملہ کرکے ان کو قتل کر دیا اور دین اسلام سے مرتد ہوکر رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا۔چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے۔آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں اور ان کو تپتے ہوئے میدان میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔(۲۴)

مقدمات شرب خمر ﴿مے نوشی﴾

﴿۱﴾ عہدِ رسالت میں مے نوشوں کو حد لگائے جانے کے واقعات ملتے ہیں۔ذیل میں چند واقعات بطورِ نظیر پیش کئے جاتے ہیں:

انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔چنانچہ آپ ﷺ نے دو چھڑیوں سے اسے چالیس بار مارا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور میں ایسی ہی سزا دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کم از کم مقدار اسی ۸۰ کوڑے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قائم اور مقرر فرمایا۔ (۲۵)

﴿۲﴾ ایک اور روایت نفاذِ حد شربِ خمر کے سلسلے میں یوں ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا، پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں چالیس کوڑے لگائے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مشورہ کیا کہ مے نوشی کی سزا کیا ہونی چاہئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا حدود کی کم از کم مقدار کے برابر مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپؓ نے اسی ۸۰ کوڑے مقرر کئے۔ (۲۶)

﴿۳﴾ مصنف عبدالرزاق کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ۸۰ کوڑے حدِ شُربِ خمر جاری فرمائی۔

عَنِ الْحَسَنَ اَنَّ النَّبِّی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ - (۲۷)

حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب نوشی پر اسی ۸۰ کوڑے مارے۔

﴿۴﴾ کتاب الآثار میں امام محمدؒ نے ایک شرابی کو حد شربِ خمر لگائے جانے کا واقعہ یوں لکھا ہے:

عبدالکریم بن ابی المخارق بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخمور شخص لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اسے جوتوں سے ماریں۔ اُس وقت وہ چالیس تھے، ہر شخص نے اس مخمور کو دو دو جوتے مارے۔ (۲۸)

﴿۵﴾ امام بخاری نے ایک روایت نفاذ حد شربِ خمر سے متعلق یوں بیان کی ہے:

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے عقبہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نعیمان کے بیٹے کو نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری اور جو لوگ اُس وقت گھر میں تھے انہیں آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے ماریں۔ چنانچہ لوگوں نے اسے چھڑیوں اور جوتوں سے مارا، اور میں بھی مارنے والوں میں شامل تھا۔(۲۹)

﴿۶﴾ حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے بخاری کی ایک روایت نفاذِ شربِ خمر کے بارے میں یوں ہے:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پٹائی کرو۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ کوئی اسے اپنے ہاتھ سے مارتا تھا، کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی کپڑے سے اسے مارتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا: اللہ نے تجھے ذلیل کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو اور اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔(۳۰)

﴿۷﴾ مے خوار کو کوڑے لگانے کا ایک واقعہ صحیح بخاری میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ:

ایک شخص کو نبی اکرم ﷺ کے دور میں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ اس نے ایک روز شراب پی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ جب کوڑے لگائے گئے تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ لعنت! اسے کتنی دفعہ لایا گیا۔ مگر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، میں تو یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔(۳۱)

نبی اکرم ﷺ خود تو مدینہ طیبہ میں مقدمات کی سماعت فرماتے اور دیگر اطراف و اکنافِ ریاست اسلامی میں آپ ﷺ نے قاضی مقرر فرمائے، جو ابتدائی سماعت کیا

کرتے اور ضرورت محسوس ہوتی تو مقدمات کو مدینہ کی عدالت عظمٰی میں منتقل کر دیتے۔

عہدِ رسالت کے قاضی

مدینہ منورہ میں بھی آپ ﷺ نے بعض صحابہ ؓ کو قاضی و حکم مقرر فرمایا۔ ذیل میں چند معروف قاضیوں کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں۔(۳۲)

۱۔ حضرت علی ؓ ، ۲۔ حضرت معاذ بن جبل ؓ ، ۳۔ حضرت العلاء بن الحضرمی ؓ ، ۴۔ حضرت معقل بن یسار ؓ ، ۵۔ حضرت عمرو بن العاص ؓ ، ۶۔ حضرت عقبہ بن عامر ؓ ، ۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ ، ۸۔ حضرت عتاب بن اسید ؓ ، ۹۔ حضرت دحیہ کلبی ؓ ، ۱۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ ، ۱۱۔ حضرت عمر بن الخطاب ؓ ، ۱۲۔ حضرت ابی بن کعب ؓ ، ۱۳۔ حضرت زید بن ثابت ؓ ، ۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ،

مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ وہ نبی رحمت ﷺ جو رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے، کسی پر ظلم ہوتا دیکھتے تو ربِّ ذوالجلال کی شانِ جلالت کا مظہر بن جاتے اور کسی ایسے شخص کے ساتھ نرمی نہ برتتے جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا ہوتا۔ آپ ﷺ کی یہ سختی مظلوم کے حق میں رحمت ثابت ہوتی کہ اسے انصاف مل جاتا۔ تاریخ نے نبی اکرم ﷺ جیسا حکیم، مہربان، عادل اور انصاف پسند حکم اور قاضی کہیں نہیں دیکھا ہوگا۔

حواشی

۱۔ محمد شہیر ارسلان، القضاء والقضاۃ، ص ۶۰،

۲۔ منیر العجلانی، عبقریۃ الاسلام فی عہد الحکم، (دمشق، جامعہ دمشق)، ص ۳۴۷،

۳۔ ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، (کوئٹہ، بلوچستان بک ڈپو، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) ج ۳ / ص ۱۵۳،

۴۔ مالک بن انس بن مالک الموطا، ج ۲ / ص ۱۶۵، کتاب الحدود، باب فی الرجم،

۵۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب الرجم بالمصلی،

۶۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب ۲۹، حدیث ۲۴،

۷۔ مالک بن انس بن مالک، الموطا، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم، ص ۱۶۶، نیز مسلم، کتاب

۲۹، حدیث ۲۴، و ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتبا ۳۷، باب ۲۴ و ترمذی، سنن الترمذی، کتاب ۱۵/ باب ۹،

۸۔ مسلم، صحیح مسلم، ج ۳/ ص ۱۳۲۳، کتاب الحدود، باب من اعترف علیٰ نفسہ بالزنا۔

۹۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن، احمد بن اشعث، سنن النسائی، کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت و کتب، (سن ندارد) ج ۴/ ص ۶۳، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی المرجوم،

۱۰۔ ابوداؤد سجستانی، سنن ابی داؤد، ج ۴/ ص ۵۲،

۱۱۔ مالک بن انس بن مالک، الموطا، ج ۲/ ص ۱۶۵، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم، نیز الشیبانی، محمد بن حسن، موطا امام محمد، (لاہور، مسلم اکادمی، محمد نگر ۱۴۰۶ھ/ نومبر ۱۹۸۵ء) ص ۳۶۹/ حدیث ۶۹۱،

۱۲۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج ۳/ ص ۱۵۶، کتاب الحدود، باب رجم الیہودین،

۱۳۔ مالک بن انس بن مالک، الموطا، ج ۲/ ص ۱۶۷، کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم،

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۹، کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسہ بالزنا،

۱۵۔ البیہقی، السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۸/ ص ۲۳/ کتاب الحدود،

۱۶۔ نسائی، السنن للنسائی،

۱۷۔ قرطبی، ج ۶/ ص ۱۶،

۱۸۔ مالک بن انس بن مالک، موطا امام مالک، ج ۲/ ص ۱۷۴، کتاب الحدود، باب مایجب فیہ القطع، نیز موطا امام محمد، ص ۳۶۳/ حدیث ۶۸۳،

۱۹۔ ایضاً، کتاب الحدود، باب ترک الشفاعۃ للسارق اذا بلغ السطان، نیز ابوداؤد، ج ۴/ ص ۳۶۲/ حدیث ۶۸۲، و موطا امام محمد/ ض ۳۶۲/ حدیث ۶۸۲، و بخاری، ج ۳/ ص ۶۵۵،

۲۰۔ بخاری صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب کراہیۃ الشفاعۃ فی الحدود اذا رفع الی السلطان، و صحیح مسلم، ج ۳، ص ۱۳۱۵، کتاب الحدود، قطع السارق الشریف وغیرہ والنہی عن الشفاعۃ فی الحدود، و ابوداؤد، کتاب ۳۷/ باب ۱۶، و نسائی، کتاب ۴۶، باب ۵،۶ و مسند احمد بن حنبل، ج ۲/ ص ۱۵۱، ●

۲۱۔ عبدالرزاق، المصنف، ج ۱/ ص ۱۸۸/ حدیث ۱۸۷۷۳،

۲۲۔ ابوداؤد، کتاب المراسیل، (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، سن ندارد)، ص ۲۷، نیز، البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، (بیروت، لبنان، دارالفکر، سن ندارد ڈ ج ۸/ ص ۲۷۳، والنسائی، سنن النسائی، ج ۸/ ص ۸۹، وحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، نیشاپوری، المستدرک، (مکۃ المکرمہ، دارالباز للنشر، سن ندارد)، ج ۲/ ص ۳۸۲،

۲۳۔ دار قطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، (دہلی، مطبع فاروق) ج ۲/ ص ۳۷۳،

۲۴۔ امام مسلم، صحیح مسلم، كتاب القسامة والمحاربين، باب ۵۴۵، حدیث ۴۲۴)

۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب ۵۵۸، حدیث ۴۳۳۸،

۲۶۔ ایضاً، حدیث ۴۳۴،

۲۷۔ عبدالرزاق، مصنف، کتاب الحدود،

۲۸۔ امام محمد بن حسن الشیبنی، کتاب الآثار، ص ۱۳۷،

۲۹۔ بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ۹۵۲، حدیث ۱۶۷۹،

۳۰۔ ایضاً، حدیث ۱۶۸۱

۳۱۔ ایضاً، ۹۵۳، حدیث ۱۶۸۴،

۳۲۔ اعظمی، محمد ضیاء الرحمٰن، اقضیۃ الرسول، ص ۳۵۔۴۷،

ماہِ مبارک ربیع الاول میں

مفتی محمد زبیر تبسم صاحب کی خوبصورت تالیف مطالعہ کیجئے

شان ختم المرسلین

آیاتِ قرآنی سے عبارت سیرتِ طیبہ پر مختصر و جامع تالیف

شائع کردہ : مکتبہ ضیاء القرآن غوثیہ مسلم سوسائٹی ناروے

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابوزرعہ)